

باب: ۶

## تعارف حدیث و سنت

### حدیث کے معنی و مفہوم:

لغات کی رو سے ہر نئی بات اور نئے واقعہ یا خبر کو بھی "حدیث" کہتے ہیں، جبکہ اصطلاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، اعمال اور تقاریر کو حدیث کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے حدیث نبوی کی تین اقسام ہیں۔

[۱] قولی حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ باتیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں۔ مثلاً ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصْلِي۔

جس طرح مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو اسی طرح نماز پڑھو۔ [بخاری]

[۲] فعلی حدیث: اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اعمال شامل ہیں مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضبو کرنا، نماز ادا کرنا، مناسک حج ادا کرنا یا کھانا پینا وغیرہ، فعلی حدیث کے دائرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری عملی زندگی آجائی ہے۔

[۳] تقریری حدیث: صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور منع نہ فرمایا۔ یا کسی صحابی کے فعل کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ روکایا خاموشی اختیار کی۔ یہ سب باتیں تقریری حدیث کے زمرے میں آتی ہیں۔ مثلاً حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ پر غسل واجب تھا۔ آپ یہاڑتھے پانی کے استعمال سے مرض بڑھنے کا خدش تھا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تینمیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا۔

## علم حدیث کا موضوع:

موضوع سے مراد کسی علم کے وہ ذاتی اغراض ہوتے ہے جس سے اس علم میں بحث کی جاتی ہیں۔ علم حدیث کا موضوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے اس حیثیت سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔

## علم حدیث کی غرض و غایت:

علم حدیث کا غرض یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو سیکھ کر اپنا بیا جائے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا علم حدیث کا غرض ہے جو کہ دونوں جہانوں کی کامیابی کا ضامن ہے۔ الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سیکھنے کے لیے علم حدیث کو سیکھنا انتہائی ضروری ہے۔

## حدیث کی ابتداء:

حدیث کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی بعثت انبیا کی تاریخ، امتوں کو حدیث کے ذریبہ ہی آسمانی کتاب ملتی رہی اور اس امت کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے قرآن ملا، قرآن اور حدیث جمع ہوئے تو اسلام کی اس دور آخر کا آغاز ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی "إِنَّا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" غار حرام میں نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر امام المومنین حضرت خدجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اور ورقہ بن نوفل کو دی، یہ حدیث کا آغاز تھا، امام بخاری نے صحیح بخاری کا آغاز اسی باب سے کیا ہے "كيف كان به الوجه الى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز کیسے ہوا، یہ وحی کا پہلا دل تھا، سو یہ بات بالکل صحیح ہے کہ حدیث اور بعثت کی تاریخ ایک ہے، ایک ساتھ دونوں شروع ہوئیں۔

## حدیث کی ضرورت:

کلام کی عظمت و رفعت کا اندازہ متكلّم کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ حدیث اس ذات والا صفات کا کلام ہے، جس کا مقام اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد ساری کائنات میں اولین و اعلیٰ ترین ہے۔

اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب ختم رسالت پر فائز فرمایا اور اپنی آخری کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اس کتاب کی تشریح و توضیح اور اس پر عمل کرنے کے دعائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا۔ مکتوب کے اصل مطالب کو مکتوب الیہ سمجھ سکتا ہے، یہ دنیا کا ایک مسلم اصول ہے۔ المذاقر قرآن کا مفہوم و مطلب وہی درست ہو گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا اور سمجھایا۔ قرآن پاک غور سے پڑھیں تو حدیث و سنت کا مقام اور اس کی ضرورت و اہمیت کھل کر سامنے آجائی ہے، مثلاً صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، حجؑ اس لیے کہ اخوت میں ان کا معنی کچھ اور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت کے مطابق قرآن نے انھیں کچھ اور مطالب و معانی کے لیے استعمال کیا ہے، اسی طرح قرآن نے تو صرف اصولی احکام دے کر خاموشی اختیار کر لی ہے، جبکہ ان کی شرح و تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

مثلاً قرآن نے کہا ہے۔ **أَقِنُّوا الصَّلَاةَ**۔ لیکن اوقات نماز، رکعت نماز، طریق، اقامت صلوٰۃ، ترتیب اركان وغیرہ ساری تفاصیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بتائی ہیں۔

اسی طرح قرآن کہتا ہے کہ **إِذْ أَرْكَبَكُوكَةً** مگر قابل زکوٰۃ اموال کی تفصیل، نصاب زکوٰۃ مقدار زکوٰۃ وغیرہ کی تفصیلات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوڑ دی ہیں۔ اسی طرح روزے، حجؑ، جہاد و قتال، معاملات، معاشرتی و معاشی احکام اور سیاسی احکام کا حال بھی ہے۔

یہی باعث ہے کہ روز اول سے آج تک ساری امت پیغمبر کی حدیث و سنت کے واجب الاتباع اور واجب العمل ہونے پر متفق رہی ہے۔ اگرچہ جتنے جتنے کچھ انفرادی طور پر یا بعض قلیل گروہوں اس موقف سے ہٹے ہیں۔ تو انھیں ہمیشہ مگر ادا اور ناقابل اعتباری سمجھا گیا ہے۔ پنج عقلی و نعلیٰ دلائل سے یہ حقیقت ثابت ہے کہ ذخیرہ حدیث انتہائی مستند اور لا اُنّق اعتبار ہونے میں دنیا بھر کی دیگر آسمانی کتابوں سے زیادہ پختہ اور متعین ہے۔

ذخیرہ حدیث کو جمع کرنے والے لوگ علم و عمل کے پہلو اور تقویٰ و طہارت کی روشنیوں کے مینار ہیں۔ انہوں نے حدیث کی چھان پچک، راویوں کی جرح و تعديل اقسام حدیث کی جانچ پر کہ اور احادیث کی ترتیب و تدوین میں عمریں کھپاڑی ہیں۔ اپنی قیمتی زندگی کے شب و روز اس علم شریف کی تعلیم و تعلم میں گزارے ہیں۔ لاکھوں راویوں کے حالات، سیرت و اخلاق، تاریخ پیدائش و تاریخ وفات بڑی محنت اور عرق رزی سے جمع کر دیے ہیں۔

## حدیث کی دینی حیثیت

حدیث کی دینی حیثیت کیا ہے؟ اس کا اندازہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے لگاتے ہیں۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو جنگیں پھوزے جائیں ہوں جب تک کہ تم ان پر قائم رہو گے گراہن ہوں گے وہ ہیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔ ثابت ہوا کہ قرآن کے ساتھ سنت کی بھروسی بھی ضروری ہے اور سنت قرآن کی تفسیر ہے۔ جیسا کہ ہمیں بیان کیا جا چکا ہے کہ قرآن ایک اجمالی ہے اس کی تفہیع و تفصیل حدیث بیان کرتی ہے مثلاً قرآن صرف اقامت صلوٰۃ کا حکم دتا ہے اس کی مزید وضاحت کے بارے میں خاموش ہے۔ اب یہ بات قرآن میں مندرجہ نہیں کہ صلوٰۃ سے کیا مراد ہے اس کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہے۔ پانچوں نمازوں میں کتنی رکعتیں ہیں۔ ان تمام باتوں کی وضاحت میں احادیث میں ملے گی۔ اور سنت ہماری راہنمائی کرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز اس طرح پڑھو۔ جیسے مجھے پڑھتا دیکھتے ہو اب اگر ہم احادیث کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تو ہم نماز ادا کریں نہیں سکتے۔ کیونکہ قرآن نماز کے تفصیلی احکامات کے بارے میں خاموش ہے۔ اسی طرح قرآن نے مردار کو حرام قرار دیا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھلی اور ٹنڈی کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا۔ اسی طرح قرآن نے خون کو حرام شہر یا مگر نی کو یہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جگر اور تلی کو حلال قرار دیا حالانکہ یہ دونوں خون ہیں۔ اسی طرح کتنی اور متعدد بھی دی جا سکتی ہیں۔ مثلاً روزہ، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی نصاب زکوٰۃ اور مناسک حج کے بارے قرآن خاموش ہے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی تفسیر حدیث سے ہوتی ہے اور قرآن کی کئی بھی حدیث کی اشد ضرورت ہے۔ بلکہ حدیث کو چھوڑ کر ہم قرآن پر عمل کریں نہیں سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے جو بھی سنو۔ لکھ لیا کرو کہ اس منزے کی کوئی سو اپنے کچھ نہیں نکلتا۔ کیونکہ:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهُوَى إِنْ هُوَ إِلَّا ذِيْنُهُى

النجم: ۳-۴

اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجا جاتی ہے۔

## حدیث کی اہمیت

قرآن کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیحیج کر درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا ہے۔ اگر اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہماری تعلیم وہدیت سامان نہ کرتا تو ہم یقیناً عمر بھر قرآن کی مراد حاصل نہ کر پاتے۔ اللہ تعالیٰ اسی احسان کو یار دلاتے ہوئے فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان کے اندر خود ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انھیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تذکیرہ کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے تین اہم مقاصد بتائے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ اس کتاب کے معانی و مطالب کی بیان بھی فرانش رسالت میں داخل ہے اس لحاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تعلیم و توضیح کے لیے جو کچھ فرمایا اور کر کے دکھایا اور جسے ہم حدیث یا سنت کہتے ہیں وہ اگرچہ ظاہر قرآن سے علیحدہ ہے۔ لیکن حقیقت کے اعتبار سے وہ قرآن ہی کا حصہ ہے۔

## اطاعت رسول اللہ علیہ وسلم اور حدیث نبوی:

حدیث رسول کی اہمیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ قرآن کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مستقل حیثیت سے واجب قرر دیا ہے اس بناء پر قرآن ہی کا ہم سے یہ مطالبہ ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول اور ہر فعل کو ایک مستقل اور علیحدہ حیثیت سے واجب الاطاعت تسلیم کریں۔ گویا قرآن پر اس وقت تک پورا عمل ممکن ہی نہیں جب تک ہم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قانون خداوندی کا حصہ نہ مان لیں اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اہل ایمان پر فرض ہے قرآن میں جا بجا اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے:

”اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔“

اس حکم میں اطاعت رسول کو اطاعت الٰی سے الگ مستقل جملہ کی شکل میں قرآن مجید میں جس طرح مختلف مقامات پر ذکر کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کی اطاعت کی طرح اہل ایمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی مستقل طور پر فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں اس کو قول کرنا اور جس بات سے روکنیں اس سے روک جانا واجب ہے قرآن کا مطالبہ ہے۔

”جو تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں وہ لے لے اور جس سے منع کریں اس سے روک جاؤ۔“

اس بنابر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم قابل اطاعت ہے کسی شخص کی کامیابی کے لیے جس طرح اللہ کی اطاعت ضروری ہے اسی طرح رسول کی اطاعت بھی ضروری ہے اور جس طرح اللہ کی نافرمانی گراہی بد نجتی ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی بھی گراہی ہے۔ فرمان الٰی ہے:

”جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے بڑی مراد پائی۔“

اسی طرح فرمایا: ”جس نے اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وہ بڑی کلی گراہی میں جائے۔“

**صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت:**

ہر مذہب کا بہترین زمانہ اس کا ابتدائی زمانہ ہوتا ہے احکام کا جو مغبوم اس زمانے کے لوگوں میں مستند قرار پائے وہی مفہوم صحیح اور درست مانا جاتا ہے اس حقیقت کو سامنے رکھنے ہوئے آئیے اب اس پر غور کریں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا اہمیت تھی صحابہ کرم رضی اللہ عنہم کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب کسی مسئلے کو کتاب اللہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث و سنت ہی میں تلاش کیا کرتے تھے اگر وہاں نہ ملتی تو اپنی جانب سے جو سمجھ میں آتا فیصلہ کرتے اور اگر اس کے بعد آپ کی سنت اٹھ آجائی تو اس پر عمل کرتے اور اپنے قول سے دستبردار ہو جاتے تھے چنانچہ حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کے خلاف جہاد کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف حدیث رہوال صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرتسلیم خم کر دیا۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک ہر دور میں حرام و حلال کے سائل میں ہمیشہ حدیثیں ہی پیش کی گئیں۔ پس یہ تھی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت ان لوگوں کی نگاہ میں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین مخاطب تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہدایت کے اصل مقام درست کو درست طور پر بحث کر زیادہ اہل تھے۔

### حدیث نبوی فقہائے امت کی نگاہ میں:

حدیث کے مقام درست کے کی مزید وضاحت کے لیے آئیے یہ دیکھیں کہ علمائے اسلام حدیث کو کس نظر سے دیکھتے تھے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں پھر حدیث رسول اللہ علیہ وسلم پر۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی فرمان ہے جب تک حدیث موجود ہو تو میرا مند ہب دہی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک فرمایا۔ میرے قول ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہوتے ہوئے ترک کر دو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہر شخص کی بات تسلیم کی جاسکتی ہے (اگر صحیح ہو) اور اسے ٹھکرایا بھی جاسکتا ہے (جب کہ غلط ہو) مگر اس قبر والے کی ہر بات واجب التسلیم ہے۔ پس یہ حقیقت ہے کہ فقہ اسلامی کا مدارکتاب اللہ کے بعد حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔

### حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مسلمانوں میں اتحاد کا ذریعہ:

تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں میں جتنے فرقے پیدا ہوئے ان کی اصل بنیاد قرآن پر ہے۔ فرقہ بندی کا اصل باعث وہ عقل ہے جو صرف اپنے اعتماد پر مند ہب کا نقشہ تیار کرنا چاہتی ہے۔ حضرت حسن بن واصل فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں میں اختلاف و تفرقہ اسی وقت پھیلا جائیں گے انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار اور طریقے چھوڑ کر اپنی رائے پر چنان شروع کر دیا پھر خود انہیں

کراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی کراہ کیا۔ اگر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہو کر لوگ قرآن کریم میں غور کرنے لگے تو اختلاف و تفرقہ کا وہ سیلاں اٹھے گا جو امت کو لے ڈوبے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انتشار کو روکتی ہے اور امت کو امن و ترقی کی راہ پر لگاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا اختلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے متعلق ہوا۔ اس اختلاف کا فیصلہ ایک حدیث کی بنیاد پر ہوا جو اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنائی تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہے کہ نبی کی روح جس جگہ قبض ہوتی ہے اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے اسی طرح خلافت کے مسئلے میں جب جنگ کا سامان تھا تو ایک صحابی حضرت بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کی زبان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک "الاَكْمَةُ مِنْ قَرْيَشٍ" امام قریش میں سے ہو۔ سننے کی دری تھی کہ ہر ایک کا سر اطاعت کے لیے جھکا ہوا نظر آنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے انتشار کو دور کر کے امت میں اتحاد پیدا کر لی ہے۔

### حدیث نبوی کی تاریخی اہمیت:

دینی و مدنی اہمیت کے علاوہ حدیث نبوی کو تاریخی، اجتماعی اور اخلاقی اہمیت بھی حاصل ہے۔ عہد نبوی کے تاریخی و اجتماعی حالات اس عہد کے مسلمانوں کی ثقافت اور تہذیب و تمدن سب کچھ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت محفوظ ہے۔ عہد نبوی کی تاریخ اور اس کی تفصیلات۔ ان کے اخلاق اور ان کا معیار اس زمانے کی ثقافت اور اجتماعی مسائل کا پورا نقش حدیث ہی کی بدولت ہمارے سامنے موجود ہے۔

### حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دین نامکمل ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اس دنیا میں روشن افراد ہے امت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوہ حسن کو انتہائی اہمیت دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس پورے خزانہ کی غیر معمولی حفاظت کی اور پھر اس امانت کو بعد والوں کو پہنچایا۔ حدیث در حقیقت چونکہ قرآن ہی کی مفصل شکل ہے۔ اس لیے صرف اتنا ہی نہیں کہ حدیث کے بغیر قرآن کی چند آیات کا مفہوم سمجھ میں نہ آتا ہو۔ بلکہ حقیقت

یہ ہے کہ حدیث کے بغیر دین کا پورا اعماک ہی تیار نہیں ہو سکتا اور اس الحالت سے حدیث کا فائدہ دین نا ممکن رہتا ہے۔ حدیث کا انکار کرنے کے قرآن کی تفسیر قرآنگی تحریف میں جلا چکا ہے۔ اپنی سوچ کے مطابق قرآن کے مطالب بیان کرنے والوں پھر اس پر اصرار کرنے والوں کو جو کچھ اس نے سمجھا ہے وہی درست ہے۔ اس طرح دین ایک گھیل (کھلون) میں جلا چکا۔ اسی لیے علم اسلام کا فیصلہ ہے کہ ہمیں اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حقیقتہ معلوم ہوا ہے کہ حدیث پر عمل کرنے میں ہی نجات ہے۔

### جمع و تدوین حدیث (علم حدیث کا الرقة)

جمع و تدوین حدیث سے مراد ہے ذخیرہ احادیث کو اکٹھا کرنا اور کتابی شکل دینا ہے اس کو ہم سہولت کے لیے چار ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

**پہلا دور۔۔۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کتابت حدیث**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ارشادات و اعمال کی حفاظت خاص طور پر ملکو  
تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی موقعوں پر تلقین فرمائی کہ :

”جو حاضر ہیں وہ یہ علم دین ان کو پہنچا میں جو غیر حاضر ہیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دعا فرمائی:

”اللہ تعالیٰ اس بندے کا چہرہ بارونت رکھ جس نے میری بات سن کر یاد رکھی پھر اسے دوسروں تک پہنچایا۔“ تابعین نے تین تابعین تک حتیٰ کہ یہ ذخیرہ ہم تک پہنچایا۔

عہد نبوی میں حفاظت حدیث کے دریج ذیل طریقے تھے:

[1]۔ حفظ روایت:

عرب کے لوگوں کا حافظہ بہت قوی تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعیں نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ وہ صرف اپنے ہی نہیں بلکہ اپنے گھوڑوں تک کے نب نامے لے رہا کرتے تھے۔ ایک شخص کو ہزاروں اشعار حفظ ہوتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمانے میں حفاظت حدیث کی صورت یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد میں گریادر گھنا یا سننے والوں سے بچھ گریادر گھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل اور نمونہ کو دیکھنا اور نمونے کے مطابق عمل کرنا اور دوسروں سنت پہچانا۔ تھی حدیث کی حفاظت کا نظری طریقہ تھا۔

## [۲] ... تعامل:

حفاظت حدیث کا دوسرا طریقہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اختیار کیا تھا، وہ تعامل تھا یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال ہے بعض عمل کے اسے یاد کرتے تھے، بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے منقول ہے کہ انہوں نے کوئی عمل کیا اور اس کے بعد فرمایا: **هَذَا ذَلِيلٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ** "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے، یہ نہایت قابل اعتماد طریقہ ہے۔

## [۳] ... کتابت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں اکثر دیشتر زبانی یاد رکھی جاتی تھیں کتابت کارواج بہت کم تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کارواج عام کر دیا۔ ابتدائے نزول قرآن میں آپ صلی اللہ علیہم وسلم نے حکم دیا۔ کہ قرآن مجید کے ساتھ اور کوئی چیز کتابت میں شامل نہ کیا جائے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں قرآن اور غیر قرآن کا شعور اور تمیز پیدا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت حدیث کی اجازت دے دی۔ چنانچہ محمد رسالت میں کتابت حدیث کی داعی بیل پر گئی تھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث خود لکھوا کر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیں اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے ذاتی استعمال اور یادداشت کے لیے حدیثیں لکھیں۔

[۱] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مختصر سار سالہ لکھ دیا اس میں ذمیوں کے احکام وغیرہ تھے۔

[۲] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سجن کا حاکم کر کر بھجوایا۔ صدقات وغیرہ کے متعلق احکام لکھوا کر دیے تھے۔

[۳] فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ میں کسی درخواست پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مکل لکھوا کر اخیس حوالہ کیا۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی تاریخی دستاویزیں لکھوائیں جن میں

کتب احادیث میں موجود ہے مثلاً

[۱] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کی شرائط لکھوا کر سعیل بن عمر و کودی تھیں اور ایک نقل اپنے پاس رکھی تھی۔

[۲] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کو خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔ اس کو حدیث کی کتابوں میں روایت کیا گیا اور جب ان میں کئی خطوط دستبہ ہوئے تو اصل اور نقل میں ذرہ برابر فرقہ نہ پایا گیا۔

خلاصہ یہ کہ اس قسم کے سینکڑوں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کا بڑا مرحلہ خود عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہو چکا تھا۔ یہاں جمع حدیث کا پہلا دور ختم ہوتا ہے دوسرا دور..... عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

جمع حدیث کا دوسرا دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذاتی مجموعوں سے شروع ہوتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے درس و تدریس کے ذریعے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کی پیرودی کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو دور دور تک پہنچایا۔ بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے تھے اور ان میں سے کئی حضرات حدیثوں کو لکھ بھی لیتے تھے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اقوال و افعال کی حفاظت کا اہتمام جس انداز سے کیا اس کے صرف چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں:

[۱] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنا لکھا ہوا ایک مجموعہ تھا جس میں پانچ سو احادیث لکھی ہوئی تھیں۔

[۲] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات لکھ لیا کرتے تھے چنانچہ آپ کی تلوار کی میان میں احادیث کا ایک مجموعہ تھا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی درخواست پر نکال کر دکھایا۔ یہ ”صحیفہ علی رضی اللہ عنہ“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں دیات، معاقل، فدیہ، قصاص اور احکام اہل ذمہ اور زکوٰۃ کے متعلق ارشادات موجود تھے۔

[۳] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کو ان کے ایک شاگرد ہمام بن منبر رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا تھا۔ یہ مجموعہ ”ہمام بن منبر“ کے نام سے چھپ چکا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مند میں اس صحیفے کو مکمل نقل کیا ہے۔ چند سال پہلے اس کا اصل نسخہ دریافت ہو گیا، اس کا ایک نسخہ جرمنی میں برلن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ تقریباً اس میں 138 احادیث مذکور ہیں۔

[۴] حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے انہوں نے اس مجموعہ احادیث کا نام ”صحیفہ صادقة“ رکھا ہوا تھا۔ مجاهد تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھا اور ان کے پوتے عمر و بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود رہا۔

[۵] حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بھی اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک مجموعہ موجود تھا۔

اس کے علاوہ تاریخ حدیث میں صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، صحیفہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، صحیفہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ مگر یہ فصلوں اور بابوں میں منقسم نہ تھے جس سے بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ احادیث کی تدوین صدیوں بعد ہوئی۔

### تیرا دور.....تابعین و تبع تابعین کا عہد

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دنیا سے رخصت ہوتے جا رہے تھے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے اور اپنے کانوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے والے ختم ہو رہے تھے تو ضرورت محسوس ہوئی کہ ان مشاہدات اور سنی ہوئی باتوں کو تحریری

شکل میں لایا جائے، چنانچہ سب سے پہلے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مددگر سرکاری طور پر حدیث کو باقاعد طور پر تحریری شکل میں محفوظ کرانے کی ابتدا ہوئی۔

تابعی وہ بزرگ کمالائے جنہیں اسلام کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملاقات اور صحبت نصیب ہوئی۔ تابعین حضرات نے اپنے شاگردوں کا جو مقدس گردہ چھوٹے اسے تعیین کیا جاتا ہے۔ احادیث کے سچنے سکانے کے سلسلے میں تابعین کے عشق کا تہوار پہنچتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کی تعداد آنحضرت پیغمبر مسیح ۳۵۵ تھی۔ تابعین میں حدیث لکھنے کا رواج عام ہو گیا تھا۔ یہ لوگ ایک ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں معلوم کرتے اور لکھتے جاتے۔ بس یہی ان کا مقصد حیات اور شب و روز کا مشغله تھا۔

اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تدوین حدیث کی تحریک کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھوائی ہوئی کتاب "الصدقۃ" نقل کر کے تمام علاقوں میں بھیج دی۔ ان کے حکم سے امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات کو لکھا۔ انہوں نے اس قدر احادیث جمع کی تھیں کہ اس ذخیرہ کو کئی اونٹوں پر لاد کر لا بصری سے لایا گیا۔ آپ کے دور میں کتب ابی بکر رضی اللہ عنہ، رسالت سالم بن عبد اللہ فی الصدقۃ، دفاتر الزہری رضی اللہ عنہ وغیرہ مشہور کتابیں مدون ہوئے۔

متفرق تحریروں اور مسودات کو دوسری صدی کے نصف تک کتاب کی شکل دے دی گئی۔ اس دور میں امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا نام بہت ہی نمایاں ہے۔ ان کا مشہور مجموعہ احادیث "الموطا" اسی دور سے تعلق رکھتا ہے اس دور میں حدیث کے ساتھ سند لکھنا بھی شروع کر دیا گیا یعنی ہر حدیث کے ساتھ یہ بھی لکھا جانے لگا کہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس نے سنی اور اس نے آگے کس کے سامنے بیان کی۔ اس کے بعد تدوین حدیث عام ہو گئی اس عہد میں حدیث کا علم ایک فن بن گیا۔

بھلیکی دور.....  
و تھا در دور.....

اس دور میں تالیف و تدوین حدیث کا کام بڑے پیارے پر شروع ہوا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے مجموعے مرتب ہوئے۔ ان مجموعوں کی طرز بھائی نہ تھی۔ ان کو کئی قسم میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اس مرطے پر حدیث کی جامع کتابیں لگائی گئیں۔ پھر دور تہ دین حدیث کا تکمیلی دور تھا۔ سابقہ مرطوں میں حدیث نبوی کی جمع و تالیف سے متعلق بڑا کام ہوا تھا مگر حدیث پر تنقید و تبصرہ کا آغاز ابھی نہیں ہوا تھا۔ جب علم حدیث کو قبول عام مانع ہوا تو بعض لوگوں نے اپنے ذاتی مفاد اور گروہی توصیب کو ہوادیت کے لیے حدیث میں گھرنا شروع کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محدثین کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔ علم حدیث نے ان کی جانب پڑھاں کے لیے اصول تیار کیے۔ چونکہ آخرحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دین میں بنیاد اور سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور محدثین نے جہاں علم حدیث کی جمع و تدوین اور خدمت و خلمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ وہاں اس کی جانب پڑھاں اور صحیح وضعیف کی پر کوہ پہچان میں بھی کمال سرگرمی کا اظہار کیا۔ روایت حدیث میں انہوں نے نہ سلاطین کی شوکت کی پرواہ کی اور نہ امراء کی دولت سے متذر ہوئے۔ دیگر کہ حدیث کے علاوہ جن چھ کتابوں نے شہرت دوام حاصل کی اور جو "صحابتہ" کہلاتی ہیں وہ اسی دور کی یاد کار ہیں۔

خلاصہ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے علم وہادیت کے اس پرے خزانے کو غیر معمولی اہتمام اور شغف کے ساتھ ما بعد والوں کو پہنچایا۔ پھر بعد کے زمانوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بہترین افراد کے ذریعہ احادیث کے اس خزانے کو اگلی رسول تک پہنچایا پھر بعد کے زمانوں میں امت کے بہترین افراد نے احادیث کے اس ذخیرہ کی تدوین و تنقید اور اس سے متعلق بہت سے مستقل علوم و فنون ایجاد کئے۔ پھر انھیں اس فن کی خدمات کی ایسی توفیق دی گئی جو کسی قوم اور کسی امت کو نہیں ملی۔ حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں یہ کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اپنے رسول کے کلمات صحیح ثبوت کے ساتھ محفوظ کر سکے۔ یہ صرف اس امت کا امتیاز ہے کہ اس کو اپنے رسول صلی

الله علیہ وسلم کے ایک ایک کلمہ گی صحت اور اتصال کے ساتھ جمع کرنے کی توفیق بخش دی جائی ہے۔ آج روئے زمین پر کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو اپنے پیشوائے ایک کلمہ کی سند بھی صحیح طریق پر پیش کر سکے۔ اس کے بر عکس اسلام ہے جو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک ایک شو شہ پوری صحت و اتصال کے ساتھ پیش کر سکتا ہے۔ اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے جرمن محقق ڈاکٹر اپر نگرنے لکھا ہے ”نہ کوئی قوم دنیا میں اسکی گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔“

### اہم کتب حدیث:

تیری صدی کے نصف دوسرے میں بعض محمد شین نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ہر ممکن جدوجہد سے ایسی کتب حدیث تالیف کر لیں گے جن میں حتی الواسع کوئی ضعیف حدیث نہ ہوگی۔ یہ کوشش کامیاب ہوئی اور حدیث کی مندرجہ ذیل صحیح کتب مرتب کی گئیں جنہیں ”صحاح ستہ“ کہا جاتا ہے۔ صحاح ستہ سے مراد علم حدیث کی وہ چھ معتبر تالیفات ہیں جنہیں تیری صدی بھر کے عظیم محمد شین نے بڑی چھان بن کے بعد کچھ ایسی خوبی سے ترتیب دیا ہے کہ آج صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کی اہمیت اور افادیت مسلم ہے بعد میں جتنی کتابیں فن حدیث پر لکھیں گے ان کی اساس و بنیاد یہی صحاح ستہ ہیں۔

صحیح حدیثوں کے چھ معتبر مجموعے حسب ذیل ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں۔

- |                |               |                  |
|----------------|---------------|------------------|
| [۱] صحیح بخاری | [۲] صحیح مسلم | [۳] سنن ابو داؤد |
| [۴] جامع ترمذی | [۵] سنن نسائی | [۶] سنن ابن ماجہ |

ان میں سے تین کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن ترمذی ”جامع“ کہلاتی ہیں۔ جو عقلائد، عبادات، معاملات اور اخلاق وغیرہ کے عنوانات پر حاوی ہیں۔ بقیہ تین تالیفات یعنی سنن ابو داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ سنن کہلاتی ہیں اور وہ صرف معاملات یعنی عملی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ذیل میں صحاح ستہ اور دیگر اہم کتب حدیث کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

## صحیح بخاری

**مؤلفہ امام محمد بخاری (ولادت ۱۹۲ صحری وفات ۲۵۶ھ)**

اس مجموعہ کو امام ابو عبد اللہ محمد بن اسما علیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کی۔ آپ ۱۹۲ صحری میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ دس برس کی عمر میں حدیثوں کو سن کر حفظ کرنے لگے۔ علم حدیث کی خاطر بہت سے اسلامی ملکوں کا سفر کیا۔ ۱۲ برس کی محنت کے بعد واپس آگر درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے پھر وہیں ۲۵۲ھ میں وفات پائی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ قابل رشک تھا۔ آپ استخارہ برس کی عمر میں تصنیف تالیف میں مشغول ہو گئے تھے۔ امام بخاری نے بہت کی کتابیں لکھیں لیکن ان کی شہرت کا زیادہ دار و مدار صحیح بخاری پر ہے۔ اس کا اصل نام "الجامع الصحیح" ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو سولہ برس میں مکمل کیا۔ ہر حدیث لکھنے سے پہلے وضو کر کے دور کھت پڑھتے اور استخارہ کرنے کے بعد حدیث لکھتے۔ احادیث کی مضمون وار ترتیب مدینہ موزہ میں روپہ اطہر اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بیٹھ کر دی۔ اس کتاب میں امام بخاری نے بڑی تحقیق اور تنقید کے بعد منتخب کر کے ۹۰۸۲ حدیثیں درج کیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی "الجامع الصحیح" کو امت نے بڑی قدر و منزلت سے دیکھا اور اس کو قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب قرار دیا ہے۔ اپنی جامعیت اور تنوع کے لحاظ سے یہ کتاب بے مثل سمجھی جاتی ہے۔ یہ کتاب اصول و عقائد، عبادات و معاملات، غزوات، اسلامی معاشرت و تمدن، سیاست و سلطنت کی ایک مختصر انسائیکلو پیڈیا نظر آلتی ہے۔ اس کتاب کو مسائل فقہ کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے مختلف عنوان قائم کر کے ہر عنوان کے ماتحت اسی مضمون کی صحیح حدیثیں نقل کر دی گئی ہیں۔ صحیح بخاری کی ۵۳ شریں لکھی گئی ہیں۔

## صحیح مسلم

**مؤلفہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۶۱ھ)**

یہ مجموعہ مسلم "کا انتخاب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تین لاکھ حدیثوں سے کیا۔ اپنی صحیح میں بڑی تحقیق اور چھان بین کے بعد صحیح ترین احادیث کا انتخاب کر کے جمع کر دی ہیں۔ کل

احادیث کی تعداد ۷۵۷۲ ہے۔ صحیح مسلم میں تقریباً ۱۰۰ مضمون کی صحیح احادیث موجود ہیں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب واضح اور صاف ہے انہوں نے کتاب کے شروع میں ایک دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں صحیح حدیث کی شرائط سے بحث کی ہے۔ صحیح بخاری کے بعد ہم کتب سے اس کو اعلیٰ تصور کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف میں اس پایہ کی کتاب ہے کہ بعض علماء اس کے متعلق یہ الفاظ تکثیف کئے گئے ہیں کہ آسمان کے پیچے اس سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی یہ تصنیف فتن حدیث کے پہنچے عجائبات پر مشتمل ہے۔ بخاری و مسلم کا پایہ فتن حدیث میں اس قدر بلند ہے کہ حدیث کے مطلع میں جہاں شیخین کا ذکر آتے وہاں یہی دو امام مراد ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم کو صحیحین کہا جاتا ہے جو حدیث بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہو۔ اس کو متفق علیہ کہتے ہیں۔

### سنن البواد

**مؤلفہ امام بوداؤ در حمۃ اللہ علیہ (ولادت ۲۰۲ھ وفات ۷۵۷ھ)**

یہ کتاب امام بوداؤ سلیمان بن اشعت سجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کیا ہے اپنے ۲۰۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے محدثین سے حدیث سنی۔ ۷۵۷ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ہے کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث نبوی جمع کیں اور ان میں سے ۳۸۰۰ حدیثیں منتخب کر کے اپنی اس کتاب میں درج کر دیں اس کتاب میں عملی احکام سے متعلق روایات کو کچھ ایسی جامیعت اور خوبی کے ساتھ لیکھا کر دیا گیا ہے کہ ہر ۱۰۰ میں یہ قیمتی کتاب قانونی مسائل کا بہترین مأخذ تسلیم کیا گیا ہے۔ علمائے حدیث نے سنن البواد کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور علم دین میں سے بہترین کتاب قرار دیا کیونکہ اس میں اصول علم، احکام فقہ اور سنت نبوی کا اہم جزو شامل ہے۔ سحنی بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دین اسلامی کی بنیاد کتاب اللہ پر ہے اور اس کا ایک اہم ستون سنن البواد ہے۔ بزرگوں نے اسے "اجوہہ عالم" بھی کہا ہے۔ محدث ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابو باؤد کی کتاب سنن بہت بلند درجہ کی کتاب ہے اور علم دین میں ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔

حال سنن ابی داؤد اپنے موضوع پر مکمل اور جامع کتاب ہے اس میں تفسیر بھی ہے اور تاریخ بھی یہ نقد و قانون اور جہاد و تبلیغ کا پیغام بھی۔ یہ کتاب اپنی جامعیت اور تحقیقی معلومات کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

## جامع ترمذی

**مولفہ امام محمد ترمذی رحمۃ اللہ (ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۹ھ)**

اس کتاب کو امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ترمذ (اکستان) میں ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اوپنے درجے کے محدث تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ ضرب المثل تھا۔ آپ نے کئی کتابیں تالیف کیں۔ جامع ترمذی ان کی مشہور اور مقبول تصنیف ہے جو اپنی جامعیت، صحیح تحقیق اور تقدیم کے اعتبار سے بہت مشہور ہے۔ خود امام صاحب کا خیال تھا کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا خود اس گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جو تکلم فرماتے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں دو حدیثوں کے علاوہ کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس پر امت میں کسی ناگزی کا عمل نہ ہو جامع ترمذی صرف حدیثوں کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ نقد کی کتاب بھی ہے۔ اس کتاب میں حدیثوں کی تعداد تیسین کے مقابلے میں کم ہے اگرچہ یہ کتاب اپنے حجم کے اعتبار سے مختصر ہے لیکن فوائد کے لحاظ سے بہت بڑی کتاب ہے۔ مجموعی فوائد کے لحاظ سے اس کتاب کو تمام کتابوں پر فوقيت دی گئی ہے۔ آئندہ حدیث کے تزدیک بخاری و مسلم کے بعد جامع ترمذی کا درجہ ہے۔ ترتیب اور تہذیب کے اعتبار سے یہ کتاب بڑی مفید ہے جامع ترمذی کی اعتبر سے دوسری کتب حدیث پر سبقت رکھتی ہے۔ علمائے حدیث کے تزدیک اس کتاب کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ عربی زبان میں اس کتاب کی ہولہ شریعیں لکھی گئی ہیں۔

## سنن نسائی

**مؤلفہ امام احمد نسائی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۵-۲۱۳ھ وفات ۳۰۳ھ)**

اس کتاب کے مؤلف امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ یہاں سکھ خراسان کے شہر نسائی میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے نسائی مشہور ہوئے۔ امام نسائی نے ۳۰۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ بھلے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت بڑی کام تصنیف کی۔ بعد میں اس کتاب سے صرف صحیح حدیثوں کو منتخب کر کے موجودہ سنن کی فہرستی دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں عبادات اور احکام کی حدیثوں کو بہت جگہ دی ہے بعض آنکہ حدیث کے نزدیک امام نسائی علم حدیث کے ممتاز امام ہیں بعض دیگر محمد بن ابراهیم نسائی کو حفظ حدیث میں امام مسلم سے بھی بڑا مانتے ہیں۔

## سنن ابن ماجہ

**مؤلفہ امام محمد بن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۰۹ھ وفات ۲۷۳ھ)**

اس کتاب کو امام ابو عبد اللہ یزید ابن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے تایف یکار آپ ایران کے مشہور شہر قزوین میں ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے قزوینی کہلاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۷۳ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف میں تفسیر قرآن، تاریخ اور سنن مشہور ہیں، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت کا دار و مدار سنن پر ہے۔ ابن ماجہ بڑے معتبر محمد بن شیعیں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ اور معلومات مسلم ہیں۔ یہ کتاب چار ہزار حدیثوں پر مشتمل ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تصنیف کے بعد جب گما نے یہ کتاب حافظہ الوزر عمدہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کتاب گما نیں سے زائد ضعیف حدیثیں نہیں ہیں۔ محدث ذہبی لکھتے ہیں کہ اگر چند کمزور حدیثیں الہ میں نہ ہوتی تو یہ کتاب بہت عمدہ ہوتی۔ سنن ابن ماجہ کی ترتیب و تدوین میں دوسری کتب کے معیار کو مدد نظر نہیں رکھا گیا ہے۔ اسی لیے کئی بزرگوں نے اسے صحابہ تدوین میں شمار نہیں یاد کیا۔ بعض علمائے حدیث نے اس کتاب کی جگہ موطا امام مالک کو اور بعض نے سنن داری کو محسوس تدوین میں شمار کیا ہے۔ اس کے باوجود اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

## موطأ امام مالک

مؤلفہ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۳۹۴ھ وفات ۱۷۹ھ)

اس کتاب کے مؤلف امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۹۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۷۹ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تن تبعین میں مدینہ میں مدینہ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث و فقہ کے امام تھے۔ بڑے بڑے محدثین میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث و فقہ کے امام تھے۔ امام محدثین میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث و فقہ کے امام تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہر حدیث "الموطا" ہے۔ جو ۱۲۳ھ میں تالیف ہوئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس بہاب کو فقہی ابواب کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے اور صرف صحیح احادیث درج کیے ہیں۔ موطا ہوت کے اعتبار سے کتب احادیث میں بے نظیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض محدثین نے اسے بخاری وسلم سے بھی افضل قرار دیا ہے۔ موطا امام مالک کو زمانہ تالیف اور رتبہ کے لحاظ سے اور ایت کا شرف حاصل ہے۔ بعد کے مولفین نے اس کتاب کی ترتیب اور انتخاب سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ بعض محدثین نے ابن ماجہ کی بجائے موطا امام مالک کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ بھی یہی ہے وہ موطا کے عاشقون میں سے تھے جو مقبولیت موطا امام مالک کو نصیب ہو شاید کسی کتاب کے حصہ میں آئی ہو۔ جب سے تالیف ہوئی اس وقت سے آج تک تعلیمی نصاب میں شامل ہے

## مشکوٰۃ المصانع

مؤلفہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ

مشکوٰۃ المصانع کے معنی ہیں چراغوں کا طاق۔ یہ کتاب گویا ایک طاق ہے اور اس کی ہر حدیث چراغ کی طرح ہے۔ اس کتاب کے مؤلف ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۳۷ھ میں یہ کتاب تالیف کیا۔ اس کتاب کو ترتیب دیئے جانے کا وجہ یہ ہے کہ مؤلف مشکوٰۃ کے استاد حسین بن عبد اللہ رحمۃ اللہ نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جموعہ کی شدید ضرورت محسوس کی۔ اس کا اظہار انہوں نے اپنے لاکن ترین شاگرد ولی الدین

محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ کوئی نیا مجموعہ تالیف کرنے کی بجائے امام بغوي رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”مصالحۃ النہ“ کو بنیاد قرار دے کر اس پر مسئلہ کی شکل دی جائے۔ چنانچہ مولف مشکوٰۃ نے استاد محترم کے حکم کے مطابق ”مصالحۃ النہ“ بنیاد قرار دے کر اس پر مشکوٰۃ المصالح کی عمارت استوار کی۔ ہر حدیث بیان کرتے وقت صحابی نام بیان کیا جس سے وہ حدیث روایت کی گئی ہے اور ساتھ ہی وہ مأخذ بتایا جہاں سے وہ حدیث لی گئی تھی۔ ہر باب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا۔ فصل اول میں وہ احادیث ذکر کئیں جو بخاری و مسلم میں ہیں جبکہ فصل دوم میں بخاری و مسلم کے علاوہ محمد شین امام مالک ترمذی ابو داؤد نسائی ابن ماجہ وغیرہ کی روایات ذکر کئیں۔ فصل سوم میں باب کے مناسب احادیث اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ذکر کیے۔ اب مشکوٰۃ میں کل ۱۵۹۳۵ احادیث ہیں۔ مشکوٰۃ المصالح جو قبول عام حاصل ہو شاید ہی کسی کتاب کے حصے میں آیا ہو۔ احادیث کا یہ مجموعہ مختلف مکاتب فکر کے مسلمانوں میں آج تک سند کا درجہ رکھتا ہے اور اسلامی درسگاہوں میں سبق اسبق پڑھ جاتا ہے۔ اسی مقبولیت کا نتیجہ ہے کہ بڑی کثرت سے اس کی شرحیں لکھی گئیں۔ شروع کی کثرت اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ مشکوٰۃ المصالح تاریخ اسلام کے ہر دور یہیں بڑی مقبول رہی ہے۔ صحیحین کے بعد سب سے زیادہ شرحیں اسی کتاب کی لکھی گئیں۔

## سوالات

- سوال نمبر ۱:- حدیث کی لغوی و اصطلاحی تعریف کریں، نیز حدیث کا موضوع، غرض، غایت اور اقسام تحریر کریں۔
- سوال نمبر ۲:- جمیت حدیث پر بحث کریں۔
- سوال نمبر ۳:- حدیث کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔
- سوال نمبر ۴:- جمع و تدوین حدیث کو تفصیلی بیان کریں۔
- سوال نمبر ۵:- احادیث کی مشہور کتابوں کا تعارف پیش کریں۔